مولانا ابواسرار رمزیؔ اٹاوی

’’باغی تتلیاں‘‘

جہنم زارِ معصیت میں لاشۂ غیرت وعصمت کی چٹختی ہوئی ہڈیوں کے نام

ایک شاہانہ محفل کے انسانیت سوز نظارہ سے متاثر ہوکر

☆......☆......☆

بے حجابی کا مرقع کفر کی تصویر دیکھ
شرم کی بگڑی ہوئی اس بزم میں تقدیر دیکھ
اس طرف کرسی نشینوں کی صفوں پر غور کر ان کی پوشش اور گلے کے کالروں پر غور کر
غیر محرم جمگھٹے ہیں اور خواتینِ وطن
بجلیاں نظروں میں جن کی چتونوں میں بانکپن
یہ خواتیں کون ہیں؟ اور کون ہیں یہ بیبیاں نوجواں کالج کی دو شیزہ مہذب لڑکیاں
سر سے پا تک مغربی پوشاک میں ملبوس ہیں
بے نیاز دیں نئی تہذیب سے مانوس ہیں
جسم پر جمپر، فراکیں، جگمگاتی ساریاں پاؤں میں رنگین چپّل، فینسی گر گابیاں
از پئے اظہار زینت، خوبصورت عینکیں
ریشمیں فیتے، پروں کی کلغیاں، رخشاں پنیں
ذختِ آدم کی جلو میں ذختِ رز کی بوتلیں سرخیٔ باطل لبوں پر انگلیوں میں سگرٹیں
اس طرح بل کھا رہا ہے اڑ کے ہونٹوں سے دھوٗاں
جیسے بوڑھے سود خواروں کی جبیں پر جھرّیاں
جھانکتا ہے جن کی آنکھوں سے شرارت کا فسوں کر چکا ہے جن کو پاگل، دیو مغرب کا جنوں
روح میں محلول جن کی بادۂ طاغوتیت
جن کی گندی سانس سے آتی ہے بوئے معصیت
جن کے سینے بھی کھلے ہیں، جن کے بازو بھی کھلے بال بھی کترے ہوئے ہیں، نصف زانو بھی کھلے
عالمِ جذبات و مستی کے بھیانک سلسلے
باعثِ ہیجانِ خاطر جن کے فاجر قہقہے

ساحرانہ گنگناہٹ ہلکی ہلکی سیٹیاں کر رہی ہیں سازشیں مہکی ہوئی رعنائیاں
بے سبب سعیِ تبسم بے محل انگڑائیاں
کوندتی جاتی ہیں پیہم معصیت کی بجلیاں
جرم آلودہ نگاہیں ، ذہن مشغولِ خطا قلب کی تاریکیوں میں اھرمن ہنستا
جن کے اندازِ خراماں سے تکبر ہے عیاں
گفتگو سے جن کی انداز تجتر ہے عیاں
بعض فقرے بول جاتی ہیں زبانِ خاص میں آگ روشن کر رہی ہیں خرمنِ اخلاص
سر برہنہ دیویاں ، یہ نیم عریاں لڑکیاں
پتھروں میں آ پڑی ہیں کیوں یہ نازک شیشیاں
آہ! گلزار تمدن کی یہ باغی تتلیاں جن کی بے باکی سے لرزاں زاہدوں کی نیکیاں
عظمت ِ اسلاف اور ناموس سے منہ موڑ کر
آ گئی ہیں خارزاروں میں گلستاں چھوڑ کر
اے ناموس! یہ کیا پر خطر نظارہ ہے؟ حد فطری چھوڑ کر اب حسن یوں آوارہ ہے
کالجوں میں ، پارکوں کے مست گہواروں میں دیکھ
کھیل کے میدان ، تھیٹر اور گلزاروں میں دیکھ
خوبصورت میکدوں، ہوٹل کے مے خواروں میں دیکھ ہونے والی حُور کو کوثر سے بیزاروں میں دیکھ
حسن ہے بکھرا ہوا ہر سمت بازاروں میں دیکھ
خلد سے نکلی ہوئی حوروں کو انگاروں میں دیکھ
روشنی اب تک وہی ہے عرش کے تاروں میں دیکھ ہیں وہی آثارِ عظمت سخت کہساروں میں دیکھ
ہاں! اسی انداز سے قائم ہیں اجرامِ فلک
انقلاب آیا نہیں ان کی روش میں آج تک
ایک ہی رفتار پر پابند قانونِ خدا بندگی کرتے چلے جاتے ہیں بے چون وچرا
تتلیاں باغوں کی اب تک باغ کے پھولوں میں ہیں
اور گھر کی تتلیاں ظلمات کے جھولوں میں ہیں

مطبوعہ: ''مستقبل'' مرتبہ: سید ابوذر بخاریؒ۔ شوال ۱۳۶۹ھ